ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

جانوروں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک

سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

﴿۲﴾

رب کائنات نے انسانوں کی طرح اور بھی بہت سی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں جن میں سے جانور بھی ہیں۔ انسان کا جانوروں پر استیلا یا جانوروں سے استفادہ اللہ کا انعام اور احسان ہے ارشاد ربانی ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ط اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (۱)

اس نے چوپایوں کو پیدا کیا، جس میں تمہارے لئے جاڑے سے بچنے کا سامان (اون) ہے، اور بہت سے دوسرے فوائد ہیں ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو، ان کی وجہ سے تمہیں رونق حاصل ہوتی ہے، خاص طور سے جب صبح کے وقت تم چرانے کے لئے لے جاتے ہو، اور شام کے وقت جب تم چرا کر واپس گھر آتے ہو، اور وہ تمہارے بوجھ ایسے مقامات تک پہنچاتے ہیں، جہاں تم بڑی مشقتوں کے ساتھ پہنچ سکتے تھے، واقعی تمہارا پروردگار بڑی مہربانی اور شفقت والا ہے،

☆۔ استاذ قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد،

اور اس نے گھوڑے، خچر، گدھے پیدا کئے ہیں، تاکہ تم ان پر سوار بھی ہو، اور ان سے تمہاری زینت و آرائش ہو، اور ان کے علاوہ تمہارے لئے (نقل و حمل کے) وہ اسباب و ذرائع پیدا کرے گا جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○ (۲)

ان جانوروں سے بہت سے فائدے ہیں ان کے ذریعے کھانے پینے کا سامان ملتا ہے کیا پھر بھی انسان (اللہ کا) شکر ادا نہیں کریں گے۔

جانوروں سے بار برداری، سواری، کھیتی باڑی کا کام لیا جاتا ہے ان سے دودھ، بال، چمڑا، گوشت، ھڈی اور دیگر فوائد حاصل کئے جاتے ہیں، یہ تمام نعمتیں متقاضی ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے، اور شکر کا تقاضا ہے کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے ان کے حقوق کی ادائیگی کا پورا خیال رکھا جائے۔

جانور بھی امت ہیں

انسانوں کی طرح جانور کو بھی اللہ نے ایک امت قرار دیا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِيْ الْاَرْضِ وَلَآ طَائِرٍيَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ○ (۳)

زمین پر چلنے والا ہر جاندار اور فضا میں اڑنے والا ہر پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے تمہاری ہی طرح ایک امت ہیں۔

یہ امت انسانوں کے پاس امانت ہے اور امانت کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہئے جس کی امانت مستحق ہے، اسی احساس کو زندہ کرنے کے لئے آپ ﷺ نے سواری پر سوار ہوتے ہوئے جو دعا پڑھنے کا حکم فرمایا ہے وہ یہ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ (۴)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کیا، ہمارے اندر اسے مسخر کرنے کی طاقت نہیں تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی جانوروں کے امت ہونے کی طرف

اشارہ ملتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لو لا الکلاب امة من الأمم لأمرت بقتلها۔ (۵)

اگر کتے امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کے قتل کا حکم دے دیتا۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک امت کا دوسری امت (یعنی جانوروں پر) استیلا مشروط و محدود ہے۔ مجیب اللہ ندوی صاحب نے ایک اثر نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایک انسان کو دوسرے انسان سے حسن سلوک کا حکم ہے اسی طرح جانوروں سے بھی حسن سلوک کرنا چاہئے۔(۶)

حسن سلوک کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جس کا تعلق حقوق سے ہے، دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق اخلاقیات سے ہے رحم دلی مروت اور رواداری سے ہے۔

جانوروں کے حقوق

سب سے پہلے حسن سلوک کی پہلی قسم جانوروں کے حقوق سے بحث کریں گے، جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے، جانور بھی انسانوں کی طرح ایک امت ہیں اور بحیثیت امت اور امین کے جب ہم ان سے فائدے حاصل کرتے ہیں تو شریعت نے فائدے اٹھانے کی اجازت کے ساتھ ہمیں ان کے کچھ حقوق کی ادائیگی کا پابند بھی بنایا ہے جن میں سے چند اہم حقوق یہ ہیں۔

﴿۱﴾ کھانے پینے کا حق

اسلام کا عام اصول ہے جو جس کے ماتحت ہے اس کی کفالت اس کے ذمے ہے۔ لہٰذا اگر جانور رکھا ہے تو اس کے کھانے پینے کی ذمہ داری اس کے مالک پر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جس جانور کی غذا اور روزی اس کے ذمے ہو اس کو روک رکھے، نہ خود کھلائے اور نہ آزاد چھوڑے۔(۷) امام مسلم نے اس پر مستقل باب قائم کر کے آپ ﷺ سے دو روایات نقل کی ہیں۔ پہلی روایت ہے:

عَن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا سا فرتم فی الخصب فاعطوا الا بل حظها من الارض

و اذا سافرتم فی السنة فاسرعوا علیها السیرو اذا عرستم بالليل فاجتنبوا الطريق فانها ماوء ی الهوام بالليل ۔ (۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم موسم بہار میں سفر کرو تو زمین سے اونٹوں کو ان کا حصہ لینے دو، اور جب قحط کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی چلے جاؤ، اور جب رات کو کہیں اترو، تو راستے سے ہٹ کر اترو، کیونکہ وہ موذی جانوروں کا ٹھکانہ ہے۔

دوسری روایت بھی اسی مفہوم کی ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یعنی راستے میں بے ضرورت دیر نہ لگایا کرو تاکہ منزل پر جلدی پہنچ کر کچھ چارہ وغیرہ ان کو مل جائے کیونکہ منزل پر ان چیزوں کا اہتمام رہا کرتا ہے، مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تم خشک سالی میں سفر کیا کرو تو ان کا گودا ختم ہونے سے پہلے ان کو (منزل پر) جلدی پہنچا دیا کرو (یعنی بلاوجہ دیر مت لگاؤ یا کوئی زائد مشقت مت ڈالو کہ اس کا ست (دم) ہی نکل جائے)۔ اس حدیث سے سواری کے جانور کے یہ حقوق معلوم ہوئے جن میں یکہ و گاڑی کا گھوڑا بھی داخل ہے، ا۔ راستے میں اس کو بقدر حاجت آرام دینا چاہئے، آثار سے تھکن معلوم ہونے لگے تو اس کو دم دے دے، (آرام کرنے دے) تھکنے پر جانور کا بدل ڈالنا بھی اس کا ایک اچھا طریق ہے، ۲۔ راستے میں اگر گھاس وغیرہ نہ ہو تو منزل پر پہنچنے میں فضول دیر نہ لگائے، مثلاً کسی دوست کے ملنے کو ٹھیر گئے اور وہ جانور غریب سوکھے منہ کھڑا ہے یا فضول سیر و سیاحت و تماشے کے لئے اس جانور کو لئے پھرتے ہیں، ۳۔ منزل پر پہنچ کر جلد سے جلد جانور کی خبر لے اس میں بھی بے حد غفلت کرتے ہیں کہ منزل پر پہنچ کر جانور کے گھاس دانے کو بھول جاتے ہیں، خاص کر اگر وہ جانور کرائے کا ہو تو اور بھی زیادہ غفلت کرتے ہیں۔ (۹)

جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت اس قدر ہے کہ ایک شخص اور ایک زانیہ عورت کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں چلے گئے۔ اور ایک نیک عورت بلی کو بھوکا پیاسا مارنے کے سبب دوزخ میں چلی گئی۔ امام مسلم نے جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت پر مستقل باب قائم کرکے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال بینما رجل یمشی بطریق ن اشتد علیه العطش فوجد بئرا فنزل فیها فشرب ثم خرج فاذا کلب یلهث یأکل الثریٰ من العطش فقال الرجل لقد بلغ هذا الکلب من العطش مثل الذی کان بلغ منی فنزل البئر فملاء خفه مآء ثم امسکه بفیه حتی رقی فسقی الکلب فشکر اللّٰه له فغفرله قالوا یا رسول اللّٰه وان لنا فی هذه البهآئم لا جرا فقال فی کل کبد رطبة اجر۔ (۱۰)

عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان امراة بغیا رات کلبا فی یوم حآر یطیف ببئرقد ادلع لسانه من العطش فنزعت له بموقها فغفرلها۔ (۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستے میں جارہا تھا، اس کو بہت پیاس لگی، ایک کنواں ملا، وہ اس میں اترا اور پانی پیا، پھر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا کہ اپنی زبان نکالے ہوئے ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، وہ آدمی کہنے لگا اس کتے کی بھی پیاس کی وجہ سے وہی حالت ہو رہی ہے جو میری تھی چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اپنے موزے میں پانی بھرا اور موزہ منہ میں پکڑ کر اوپر چڑھا اور پانی کتے کو پلایا، اللہ نے اس کی نیکی قبول کی اور اسے بخش دیا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان جانوروں میں بھی ثواب ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہر تازے جگر والے (یعنی جس میں جان ہے) میں ثواب ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک زانیہ نے ایک کتے کو گرمی کے دنوں میں دیکھا کہ کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور اپنی زبان پیاس کی وجہ سے باہر نکال رکھی تھی، اس عورت نے اپنے موزے سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا، اللہ تعالیٰ نے اسے بخشدیا۔ (۱۲)

اور نہ کھلانے پر جہنم بھی پہنچ سکتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذبت امراۃ فی ھرۃ امسکتھا حتی ماتت من الجوع فلم تکن تطعمھا ولا ترسلھا فتاکل من خشاش الارض۔ (۱۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کے سبب عذاب ہوا تھا کہ اس نے اس کو پکڑ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی سونہ تو اس کو کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کرتی۔

ردالمختار میں ہے کہ جو بلی ایذا پہنچائے اس کو ضرب شدید نہ پہنچائی جائے، لوگ جانوروں کو ستانے کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی کے معاملے میں اس طرح عذاب ہو رہا تھا کہ وہ بلی اس کو نوچتی تھی جب وہ عورت سامنے آتی تھی اور جب وہ پشت کرتی تھی وہ بلی اس کے سرین کو نوچتی تھی۔ (۱۴)

بے زبان جانور کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی بڑا ظلم ہے آپ ﷺ نے اس سے روکا ہے، صحابہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے، ایک اونٹ کے پاس سے گزرے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر بڑبڑایا اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر رکھدیا، آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا اسے مجھے فروخت کردو مالک نے کہا میں اسے ہدیہ کرتا ہوں یہ ہمارے خاندان کا واحد کفیل ہے ہم اس پر پانی بھر کر لاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اونٹ شکایت کر رہا ہے کہ تم اس سے زیادہ کام لیتے ہو اور چارہ کم کھلاتے ہو، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کام تھوڑا لو چارہ زیادہ کھلاؤ۔ (۱۵) اسی قسم کی ایک دوسری روایت حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ ایک اونٹ آپ ﷺ کو دیکھ کر سجدے میں چلا گیا، آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر حالات دریافت کئے، انہوں نے بتایا کہ بیس سال سے ہم اس پر پانی لاد کر لاتے ہیں اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے ہم اسے ذبح کرنا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت آ جائے۔ (۱۶) اسی قسم کی ایک روایت حضرت جعفرؓ سے ہے آپ ﷺ کو دیکھ کر ایک اونٹ نے رونا اور آنسو بہانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا، آپ ﷺ نے

اس کے انصاری مالک کو ڈانتے ہوئے فرمایا کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے تو اس کو بھوکا مار تا ہے اور تھکا تا ہے۔(۱۷) اسی طرح ایک بھوکے اونٹ کو دیکھ کر اس کے مالک کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر اچھی طرح سواری کرو اور اچھی طرح کھلاؤ۔(۱۸) کھلانا پلانا مالک کا فریضہ اور جانور کا حق ہے۔

وعن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کفی بالمرء اثماً ان یُضیع من یقُوتُ وفی روایة کفی بالرجل اثما ان یجلس عمن یملك قوته۔ (۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی خوراک اس کے ذمے ہو اس کو ضائع کر دے یعنی اس کی خوراک روک لے جس سے اس کی قوت و طاقت یا جان ہی جاتی رہے۔

وعن انس رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مامن مسلم یغرس غرساً اویذرع زرعاً فیا کل منه انسان اوطیر اوبهیمة الا کانت له صدقة۔ (۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے یا کھیتی بوئے پھر کوئی انسان یا پرندہ یا چوپایہ اس میں سے کھالے وہ تو اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

پہلے ان جانوروں کا ذکر تھا جو زیر قبضہ و قید ہوں اس حدیث میں عام جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے، مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں اس سے جاندار چیز کے کھلانے کا اجر معلوم ہوا اور جب مطلقاً ہر جانور کا کھلانا پلانا صدقہ ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اپنی بے خبری میں جو کھیت سے جانور اور چوپائے کھا جائیں جیسا کہ چڑیا وغیرہ کھا جاتی ہیں تو وہ صدقہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جس جاندار کو اس نے پال رکھا ہو اور اس کی خوراک اپنے ذمے کر رکھی ہو اس کے کھلانے پلانے میں کس قدر ثواب ہوگا۔(۲۱)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الخلق عیال اللّٰه فاحب

الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ۔ (۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے سو اللہ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: مخلوق میں جانور بھی آگئے لہٰذا جانوروں کو آرام سے رکھنا اور ان کی خیر خبر رکھنا، ان کو کھلانا پلانا بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بننے کا عمل ہوا۔(۲۳)

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں رسم تھی جب کوئی مر جاتا تو اس کی سواری کو اس کی قبر پر باندھ دیتے اس رسم کو اَلْبَلِیَّۃ کہا جاتا تھا۔(۲۴) جانور اسی جگہ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس طرح جانور ہلاک کرنے سے سختی سے منع فرمادیا۔(۲۵) اور جو کچھ جانور کو کھلایا جائے وہ نہ تو ایسی غذا ہو جس کے کھانے سے جانور کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو اور نہ حرام غذا ہونی چاہئے۔ حضرت تھانویؒ ابو داوٗد کی ایک روایت نقل کرکے اسی جانب اشارہ فرماتے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللّٰہ مرفوعا لعن اللّٰہ الخمر و شاربھا و ساقیھا وبائعھا و مبتا عھا و عاصرھا و معتصرھا و حاملھا و المحمولۃ الیہ۔ (۲٦)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کے بنوانے والے پر اور اس کے لے جانے والے پر اور اس پر بھی جس کے پاس لائی جائے۔

فرماتے ہیں پلانا عام ہے جانور کو پلانا بھی شامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو کوئی حرام چیز کھلانا پلانا جائز نہیں، جیسے بعض لوگ قوت کے لئے واہی تباہی چیزیں مرغ وغیرہ کو کھلا کر پھر اس کو ذبح کرکے خود کھاتے ہیں۔ ''در مختار'' میں تصریح ہے:

وحرم الانتفاع بھا یعنی بالخمر ولولسقی دوابٍ اوالطین اونظر

للتلهی اوفی دواء۔ الخ

پس متن کی روایت تو مطلق ہے صرف بعض مشائخ کا قول شامی نے نقل کیا ہے کہ:

لوقاد الدابة الی الخمر لا باس به ولو نقل الی الدابة یکره۔

مگر متن کو ترجیح ہوتی ہے ہاں اگر نجس چیز کہیں رکھی ہو اور جانور کھانے لگے اس کو روکنا واجب نہیں نہ یہ قصداً اس کے کھلانے کا اہتمام ہے۔(۲۷)

﴿۲﴾ آرام کرنے کا حق

جس طرح انسان محنت کے بعد تھک جاتا ہے اسی طرح جانور بھی تھک جاتے ہیں، لہٰذا محنت کے بعد یا آرام کے وقت سونے اور تھکن اتارنے کا موقع دینا لازم ہے اور جانور کا حق ہے اس کی تائید آپ ﷺ کے اوپر مذکور احکامات سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے اونٹ کے مالکوں کو حکم دیا کہ ضرورت سے زیادہ کام نہ لیں اچھا سلوک کریں، اور اچھا سلوک یہی ہے کہ کام کے بعد آرام کا موقع دیا جائے ایسے جانور جو رات کو سونے کے عادی ہیں انہیں سونے کا موقع دیا جائے۔ جانور کو آرام دینا یہ بھی ہے کہ بلاضرورت اس پر سوار نہ رہیں بلاضرورت سامان نہ لادے رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا زمانۂ قحط میں تیزی سے سفر کرو تاکہ راستے کی تکلیف جلد ختم ہو اور جانور کو آرام ملے۔(۲۸)

ایک اور حدیث نبوی ﷺ امام دمیری نے نقل کی ہے کہ پرندوں کو اپنی جگہ بیٹھا رہنے دو۔(۲۹) علما نے لکھا ہے مطلب ہے رات میں پرندوں کا شکار نہ کرو انہیں آرام کرنے دو۔

﴿۳﴾ زندہ رہنے کا حق

کائنات کی تمام مخلوقات کا خالق اللہ ہے انسان نہیں اس لئے اصولاً کسی مخلوق کو کسی مخلوق کی جان لینے کا حق نہیں ہونا چاہئے۔ جین مذہب کے ماننے والے اس لئے کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے اور اس حد تک احتیاط کرتے ہیں کہ پانی بھی چھان کر پیتے ہیں کہ اچانک کوئی کیڑا پیٹ میں نہ چلا جائے، منہ پر کپڑا باندھتے ہیں تاکہ کوئی ذی روح فضا میں اڑتے ہوئے اندر نہ چلا جائے، مگر یہ غلو بھی غیر عقلی و غیر حقیقی ہے اس لئے کہ جانوروں کی تخلیق انسانوں ہی کے لئے ہوئی ہے اس میں جو جانور انسانی صحت کے لئے مفید تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں انسانوں کے لئے

حلال کر دیا جو مضر تھے انہیں حرام کر دیا۔ ہاں بلاوجہ حلال یا حرام جانوروں کا قتل عام کرنا ممنوع اور حق تلفی قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قرصت نملة نبیامن الا نبیاء فامر بقریة النمل فاحرقت فاوحی اللّٰه تعالیٰ الیه ان قرصتك نملة احرقت امة من الامم تسبح ۔(۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبیوں میں سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، توانہوں نے حکم دے کر چیونٹیوں کا بھٹ (بل) جلوادیا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کے کاٹ لینے کی وجہ سے تم نے تسبیح پڑھنے والی ایک پوری جماعت کو جلادیا۔

قرآن میں آیا ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے، لہٰذا کسی چیز کی جان لینے میں ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اس عالم میں ذکر الٰہی کی کمی ہو جائے گی، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس پر ایک نبی کی گرفت فرمائی جس کا اس حدیث میں ذکر ہے،

ایک دفعہ آپ ﷺ نے کسی سفر میں قیام کیا، ایک صحابیؓ نے کسی کام کے لئے ایسی جگہ چولھا جلایا جہاں چیونٹیوں کا سوراخ تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ چولھا کس نے جلایا ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا بجھاؤ بجھاؤ (۳۱) مزید فرمایا آگ سے جلانا آگ کے رب کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔(۳۲) بلاوجہ کسی جانور کو ہلاک کرنا حرام ہے۔ اسی طرح صرف مشغلہ کے طور پر جانور کو قتل کر کے پھینک دینا بھی ممنوع ہے۔ ہاں اگر ضرورتاً کسی جانور کو ذبح کیا ہے تو کھا پی کر اس سے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اس کی اجازت دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

وعن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قتل عصفور افما فوقها بغیر حقها ساله اللّٰه تعالیٰ عن قتلهٖ قیل یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

وما حقها قال ان يذبحها فيا كلها ولا يقطع راسها فيرمى بها ۔ (۳۳)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی چڑیا کو یا اس سے بڑے جانور کو اس کے حق کے خلاف قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اس سے باز پرس فرمائیں گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اور اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کو کھانے کے لئے ذبح کرے اور اس کا سر جدا کر کے پھینک نہ دے۔

حضرت تھانویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مطلب یہ کہ فضول و بے کار قتل نہ کرے بلکہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو اگر اس کو کھانا منظور ہو تو باقاعدہ ذبح کرے اور جس کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو اگر وہ موذی ہے تو اس کو دفعِ ایذا کی غرض سے قتل کرنا درست ہے اس لئے کہ یہ قتل کرنا بھی فضول نہیں ہے دفعِ ایذا خود مصلحت ہے، اور اگر نہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہے نہ موذی ہے تو اس کا قتل کرنا بالکل جائز نہیں کہ وہ محض فضول ہی ہے۔ (۳۴)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ذبح کرنے سے سر جدا ہو جائے تو سر بھی حلال ہے اس کو پھینکا نہ جائے۔ (۳۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے، آپ ﷺ نے مولہ، مینڈک، چیونٹی اور ھدھد کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (۳۶) اسی قسم کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے۔ اس میں مینڈک کی جگہ شہد کی مکھی کا ذکر ہے۔ (۳۷) ایک روایت میں مکڑی کو مارنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یہ ممنوعیت ان جانوروں کے زندہ رہنے کے حق کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ جو اس حق تلفی کا مرتکب ہوگا قیامت کے دن اس کا احتساب ہوگا جیسا کہ اوپر کی روایت سے واضح ہے۔ شبلی نعمانیؒ نے سنن نسائی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص چڑیا کو بلا ضرورت مارے گا وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے فریاد کرے گی کہ اس نے مجھے بلا ضرورت مارا تھا۔ (۳۸)

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

أتى رسول اللّٰه بتمر عتيق فجعل يفتشه و يخرج منه السوس ۔ (۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں لائی جاتیں تو آپ ان میں سے کیڑے صاف کر کر کے کھاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زندہ جانور کھانا حرام ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لولا الکلاب امة من الامم لأمرت بقتلها۔ (۴۰)

اگر کتے امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کے قتل کا حکم دے دیتا۔

معلوم ہوا کتے جیسے نجس جانور کو بھی بلاوجہ قتل کرنا منع ہے۔ اسی طرح وہ چھوٹے پرندے جو انسانی غذا کی ضرورت پوری نہیں کرتے انہیں بھی قتل کرنا پسندیدہ فعل نہیں، ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ لوگ چھوٹے چھوٹے پرندوں کا شکار کرتے ہیں اگر بڑے حلال جانور کا شکار کیا جائے تو یقیناً اس سے آدمیوں کا پیٹ تو بھر سکتا ہے۔ (۴۱)

الدکتور عبدالعزیز عامر نے لکھا ہے مانوس جانوروں کو (بلاوجہ) قتل کرنا شریعت میں حرام ہے۔ (۴۲) ان ارشادات نبویہ ﷺ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جانوروں کو بھی زندہ رہنے کا حق حاصل ہے اس کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ معروف غیر مسلم سیرت نگار بوڈلے لکھتا ہے:

> حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کے ساتھ بھی بڑی صلہ رحمی سے پیش آتے تھے اور بڑی صلہ رحمی سے پیش آنے کا درس دیتے بے جا قتل کرنے اور قربان گاہوں کی نذر کرنے سے بھی روکتے تھے۔ صرف قربانی کے موقع پر اس کی صریحاً اجازت دیتے تھے۔ کیونکہ قربانی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے طور پر اپنائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر دی جانے والی اس قربانی کی آپ ﷺ نے کہیں بھی ممانعت نہیں کی۔ بلکہ قربانی صرف اور صرف اللہ کے نام پر دینے کی اجازت فرمائی۔

مزید لکھتے ہیں:

> جانوروں میں سے کتے کو آپ ﷺ ناپسند فرماتے تھے۔ کیونکہ کتے کا بھونکنا آپ ﷺ ناگوار اور رحمت الٰہی میں حارج سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ کتے کے

ساتھ بھی لوگوں کو زیادتی نہ کرنے دیتے تھے۔(۴۳)

﴿۴﴾ افزائشِ نسل کا حق

اللہ نے جن مخلوقات کو پیدا کیا ہے ان میں سے ہر جانور کی پیدائش میں افادیت پوشیدہ ہے چاہے ہمیں اس کا علم ہو یا نہ ہو اس لئے کسی بھی جانور کی نسل کشی ممنوع ہے۔ اس کی تائید حضرت نوح علیہ السلام کے قصے سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ (۴۴)

ہم نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ ہر قسم کے (جانوروں) میں سے جوڑا جوڑا سوار کرو (تاکہ طوفان میں ڈوب کر جانوروں کی نسلیں ہی نہ ختم ہو جائیں۔)

ایک دفعہ دوران سفر ایک صحابیؓ نے کسی پرندے کے انڈے اٹھالئے پرندہ بے قرار ہو کر منڈلانے لگا، حضور ﷺ نے فرمایا کس نے اس پرندہ کا انڈا اٹھا کر اسے تکلیف پہنچائی ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا حضور ﷺ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ فرمایا جاؤ یہ انڈے وہیں رکھ دو۔ (۴۵) انڈا جانور کی افزائش نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے آپ نے منع فرمایا، اسی طرح سنن ابوداؤد کی روایت ہے ایک صحابیؓ پرندے کے چھوٹے بچوں کو پکڑ لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا جہاں سے لائے ہو وہیں رکھ کر آؤ۔ (۴۶) وجہ یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو اس کی ماں کھانا کھلاتی ہے وہ خود نہیں کھا پی سکتے۔ ایسی صورت میں ان کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے منع فرمایا تاکہ ان کی نسل کو نقصان نہ پہنچے۔

ایک ضعیف روایت سیرت حلبیہ میں منقول ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ایک دیہاتی کے یہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی دیکھی جو آپ ﷺ کو دیکھ کر چلائی "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ دیہاتی مجھے پکڑ کر لایا ہے اور سامنے پہاڑی میں میرے بچے بھوکے تڑپ رہے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے تھوڑی دیر کے لئے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "تو وعدہ خلافی تو نہ کرے گی؟" عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ سچا وعدہ کرتی ہوں۔" اس پر آپ ﷺ نے اسے کھول دیا اور وہ وعدے کے مطابق دودھ پلا کر فوراً واپس آگئی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے گلے میں وہی رسی ڈال دی اور اسے بدستور باندھ دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو واقعہ سنا کر سفارش فرمائی کہ اسے

کھول کر آزاد کر دے۔ چنانچہ اس نے اس کو کھول دیا اور وہ اچھلتی کودتی حضور اقدس ﷺ کو دعائیں دیتی ہوئی پہاڑ میں اپنے بچوں سے جاملی۔ (۴۷)

جانوروں کو خصی کرنا بھی اسی وجہ سے مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ آپ ﷺ سے دونوں قسم کی روایات منقول ہیں۔

وعن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوثین۔ (۴۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن دو دنبے ذبح کئے جو سینگوں والے تھے اور دورنگے تھے اور خصی تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے خصی کرنا جائز تھا ورنہ آپ ﷺ ایسے جانور کو ذبح نہ کرتے۔

ھدایہ اور در مختار میں لکھا ہے کسی مصلحت کے تحت جانور کو خصی کرنا جائز ہے۔ (۴۹)

لیکن اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے اونٹ، بیل، گھوڑے، بھیڑے اور بکرے کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۵۰) اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن ان دونوں احادیث کا اصول حدیث کی روشنی میں جائزہ لیں تو پہلی روایت قابل ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ پہلی فعلی حدیث ہے۔ دوسری قولی اور قول و فعل کے تضاد کے وقت فعلی حدیث کو ترجیح ہوتی ہے۔ ہاں البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ عمل اسقدر عام نہیں ہونا چاہئے جس سے جانور کی افزائش میں خلل پیدا ہو یا ان کی نسل ختم ہونے کا خدشہ ہو تو یقیناً ممنوع ہوگا محدود درجے میں یہ عمل جائز ہے اور خصی کرنے کی غذائی افادیت بھی اظہر من الشمس ہے۔

﴿۵﴾ آرام دہ رہائش کا حق

انسان جس جانور کو قید کرتا ہے اس کی ضروریات زندگی کی کفالت بھی اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جانور کی ضروریات میں سے ایک ضرورت اور حق یہ ہے کہ محفوظ رہائش بنائی جائے۔ جہاں درندے اسے نقصان نہ پہنچاسکیں۔ جانور انسان کو آرام پہنچاتا ہے تو انسان کی بھی ذمہ داری ہے اسے آرام پہنچائیں۔ رات میں قیام کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی۔

فاجتنبوا الفریق فانھا طریق الدواب وماوی الھوام باللیل (۵۱)

راستے سے ہٹ کر قیام کرو، کیونکہ راستہ رات میں چوپایوں کی گزرگاہ، کیڑے

مکوڑوں کا مسکن اور پناہ گاہ ہوتا ہے۔

﴿۶﴾ آزادی کا حق

جانوروں کی دو قسمیں ہیں ایک مانوس دوسرے غیر مانوس، وحشی، مانوس کی مثال کبوتر، بھیڑ بکری، گائے، اونٹ، گھوڑا، وغیرہ، غیر مانوس کی مثال جیسے کوا، شیر، بندر، بن مانس وغیرہ جو مانوس جانور ہیں یا حلال جانور ہیں۔ انہیں پالنا، قید کرنا تو بالاتفاق جائز ہے۔ لیکن غیر مانوس جانوروں کے قید کرنے میں اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے متعدد روایات منقول ہیں:

وعن عبدالرحمٰن بن عبد الله عن ابيه رضى الله عنه قال كنامع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر فا نطلق لحاجته فراينا حمرة معها فرخان فاخذنا فرخيها فجاء ت الحُمرةً فجعلت تفرش فجاء النبى ﷺ فقال من فجع هذه بولدها ردواولدها ۔(۵۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ہم نے ایک لال مادہ دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا وہ لال مادہ آئی جو اپنے بچوں پر بچھی جاتی تھی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اس کو کس نے بچے کی طرف سے دکھ دیا ہے، اس کے بچے اسی کو واپس کردو۔

مطلب ہے کہ یہ آزاد پرندے ہیں، انہیں آزاد کردو، دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ان پر رحم کرو۔ رحم کا تقاضہ یہی ہے کہ آزاد پرندوں کو آزاد رکھا جائے ایک ہرنی نے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آزادی کی درخواست کی، آپ ﷺ نے نہ صرف اجازت دی بلکہ وعدہ وفا کرنے پر اس کے مالک سے آزادی کی سفارش کی۔(۵۳) ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے جانور کو قید کرنا مطلقاً ممنوع ہو، لیکن کچھ احادیث سے مشروط طور پر اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے، بخاری ترمذی و مسلم میں ہے:

وعن انس رضى الله قال كان النبى ﷺ ليخا لطنا حتى يقول

لاخ لی صغیریا اباعمیر مافعل النغیر و کان له نغیر یلعب به فمات متفق علیه قال فی المرقات و فی الحدیث اباحة لعب الصبی بالطیور اذا لم یعذبه۔ (۵۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بے تکلفی سے رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرماتے کہ اے ابو عمیر تمہاری بلبل کیا ہوئی، اس کے پاس ایک بلبل تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گئی تھی۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ بچے کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا درست ہے۔ جب کہ اس کو بچہ تکلیف نہ دے، یہ شرط کہ جب اس کو تکلیف نہ دے اس کی دلیل بہت سی احادیث ہیں جن میں جاندار کو ایذا دینے کی ممانعت آئی ہے۔ (۵۵)

مزید لکھتے ہیں: کسی جانور کو بلاضرورت دکھ دینا قابل زجر اور ممنوع ہے، اور حدیث میں بھی امر کا صیغہ وارد ہے کہ ان کو واپس لے جاکر رکھ دے، یعنی آزاد کردے ظاہر امر کا وجوب ہے بشرطیکہ کوئی دلیل اس کے خلاف کی نہ ہو اور یہاں نہیں ہے اور اکثر وہ پرندے جو پنجرے میں رکھے جاتے ہیں چونکہ وہ اصل فطرت سے بھی متوحش ہوتے ہیں اور پالنے کے بعد بھی متوحش رہتے ہیں اس توحش کے سبب بند کرنے سے ضرور دردناک ہوتے ہیں، اسی طرح جب ان کو بچپن میں گھونسلے سے نکال کر لاتے ہیں. جیسے طوطے کے بچوں کو بکثرت پکڑنے کی عادت ہے تو ان کے ماں باپ بھی دردمند ہوتے ہیں، اس لئے یہ فعل ضرور منع ہوگا، چنانچہ ''درمختار'' کے اس قول کے تحت جس میں دل بہلانے کے لئے کبوتروں کے پالنے کی اجازت اور اڑانے کی ممانعت مذکور ہے، علامہ شامی نے نقل فرمایا ہے کہ ''مجتبیٰ'' میں ہے کہ گھر میں پرندے اور مرغی رکھنے کا کچھ ڈر نہیں لیکن ان کو کھانے پینے کو دیتا رہے، اور ''قنیہ'' میں ہے کہ بلبل کو پنجرے کے اندر محبوس کرلیا اور اس کو کھلاتا پلاتا بھی رہا تب بھی جائز نہیں اور غالباً حبس فی القفس (پنجرے میں بند کرنے) کی کراہت اس لئے ہے کہ وہ قید اور تعذیب ہے اور دوسرے طریقے پالنے کے ایسے نہیں اور اس سے تطبیق ہوگئی، جس کے جواز وعدم جواز میں اور اس میں تصریح ہے کہ پالنے کے جس طریق میں جانور کو تنگ دلی اور پریشانی ہو اس طریق سے پالنا درست نہیں۔

حیوانات میں بعضے تو مانوس ہو جاتے ہیں جیسے کبوتر اور تیتر اور مرغی ان کا پالنا تو کچھ حرج

نہیں اور بعضے مانوس نہیں ہوتے اگر ان کو آزادی کے ساتھ رکھا جائے، جیسے سرکاری عجائب خانے میں بڑا میدان لوہے کے جال سے گھیر دیا جاتا ہے اور کھانے پینے کا پورا انتظام ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں اور اگر پنجرے وغیرہ میں ان کو مقید کیا جائے جیسے عام عادت ہے تو یہ درست نہیں، اور بلبل پالنا جو اُوپر مذکور ہے یا تو حضور ﷺ کو پالنے کے وقت اطلاع نہیں ہوئی اور یا انہوں نے پنجرے میں بند نہ کیا ہوگا، ایسے جانور کا پنجرے میں رکھنا درست نہیں خواہ کھانے و پینے کا بھی انتظام رکھے۔ اگر اس کا انتظام بھی نہ رکھے تو دو وبال ہوں گے اور اگر اس کو دھوپ و بارش سے بھی نہ بچائے تو تین وبال ہیں۔(۵۶)

علامہ عبدالحی الکتانی نے مندرجہ بالا حدیث نقل کر کے بہت تفصیلی بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں اس حدیث سے چار سو سے زائد فوائد (احکامات) اخذ کئے گئے ہیں۔ بحث کا خلاصہ یہی ہے جو حضرت تھانویؒ نے بیان فرمایا ہے۔(۵۷) اس کے بعد تین روایات درج کی ہیں مختلف صحابہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے گھر میں تنہائی کے سبب وحشت ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کبوتر پال لو، مرغیاں پالو۔(۵۸)

جس سے معلوم ہوتا ہے مانوس جانوروں کو پالنا جائز ہے۔ غیر مانوس کو اگر اسی قسم کا ماحول بڑے پنجروں کی شکل میں مہیا کیا جائے جس میں وہ پوری آزادی کے ساتھ اچھل کود کر سکیں اور گھوم سکیں تو جائز ہوگا ورنہ نہیں، اس لئے کہ وحشی جانور ایسے ماحول کے عادی نہیں ہوتے۔ لہٰذا وہ بچے وغیرہ بھی نہیں دیتے۔ اس میں ان کی نسل کشی کا پہلو موجود ہے۔ شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے ”زینت کے لئے پرندوں کو پنجروں میں قید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ ان سے اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے کھانے پینے میں کوتاہی نہ کرے۔(۵۹)

﴿۷﴾ صرف اللہ کے لئے ذبح کیا جائے

جانور بھی اللہ کی مخلوق ہیں ان میں سے حلال جانوروں کو ذبح کرنے کی ضرورتاً اجازت دی گئی ہے لیکن یہ اجازت بھی مشروط ہے۔ اس حکم ربانی کے ساتھ کہ اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَ الدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ (۶۰)

بیشک اللہ نے تم پر حرام کر دیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس (جانور)
پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

دوسری جگہ حکم دیا:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔ (٦١)

جس (جانور) پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ۔

اگر اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا جائے مثلاً کسی بت کے نام پر یا کسی اور خدا کے نام پر یا انسانوں میں سے کسی پیر فقیر کے نام پر ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہوگا اور حرام ہونے کے سبب وہ کھایا نہیں جائے گا بلکہ یونہی ضائع ہوگا۔ اور پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ یونہی بلاوجہ کسی جانور کی جان لینے پر قیامت میں وہ جانور اللہ کے حضور احتساب کا مطالبہ کرے گا کہ اس شخص نے ناحق میری جان ضائع کی ہے۔

عقل کا بھی تقاضا یہ ہے کہ جانور کا خالق اللہ ہے، لہٰذا جانور کو بسم اللہ، اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، ویسے بھی انسان کو تو کسی کی جان لینے کا حق نہیں تھا۔ اللہ نے یہ حق دیا تو جانور کو ذبح کرتے ہوئے اللہ اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ہم پر لازم ہوا۔

﴿۸﴾ علاج کا حق

انسان جانور سے خدمت لیتا ہے لہٰذا انسان کی ذمہ داری ہے اسے تکلیف و بیماری سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے، اگر بیمار ہو جائیں تو ان کو یونہی مرنے کے لئے اذیت کے ساتھ نہ چھوڑا جائے، بلکہ ان کا علاج کیا جائے، حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں حکم دیا گیا ہے خشک سالی میں تیزی سے سفر کرو تاکہ جانور مصائب و بیماری سے محفوظ رہے اور جلد منزل مقصود پر پہنچے۔ رات میں قیام ایسی جگہ کرو جو کیڑوں کا مسکن نہ ہو اس لئے کہ جانور اس کے کاٹنے سے بیمار و ہلاک ہو سکتے ہیں۔ (٦٢)

جانور سے اتنی مشقت لینا جس سے وہ بیمار ہو جائے اسلامی حکومتوں میں سخت ممنوع تھا اور جانوروں کی نگرانی محتسبین کی ذمہ داری تھی بلکہ جانوروں کے علاج و معالجہ کی اسی طرح سہولت حاصل تھی جس طرح انسانوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ دمشق اور بغداد میں تو بوڑھے اور ناکارہ جانوروں کے لئے باقاعدہ وقف قائم تھے ان کے ماتحت چراگاہیں ہوتی تھیں اور علاج و معالجہ کے

انتظامات تھے کیونکہ جانوروں کی دیکھ بھال بھی اسلامی حکومت کی ذمہ داری تھی۔(۶۳)

مسلم حکومتوں نے جانوروں کے اس حق کی ادائیگی اس خوبی کے ساتھ کی کہ اپنوں کے ساتھ غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

مستشرق بوڈلے کا اعتراف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے زبان جانوروں کے ساتھ ہمیشہ صلہ رحمی کا سبق دیا کرتے اور بیمار جانوروں کا علاج اور زخمی جانوروں کی مرہم پٹی اور علاج کی بھی آپ تلقین فرمایا کرتے تھے۔(۶۴)

﴿۹﴾ جانور جس مقصد کیلئے پیدا ہوا ہے اس سے وہی کام لیا جائے

اللہ نے ہر جانور کو مخصوص صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ اسی کام کو بہتر طور پر کر سکتے ہیں جو ان کی فطرت کے ساتھ ودیعت کئے گئے ہیں۔ گھوڑا سواری کے لئے پیدا ہوا ہے۔ گدھا مال برداری کے لئے، گائے دودھ دینے کے لئے، مرغیاں انڈے دینے کے لئے، اگر اس کے برعکس ان سے کام لیا جائے مثلاً گھوڑے سے ہل جوتنے کا، گائے سے سواری کرنے کا، تو یہ بے زبان جانور بیشک اسے انجام دینے کی کوشش کرے گا مگر بہتر طور پر نہیں کر سکے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم میں ایک دلچسپ قصہ منقول ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال بینما رجل یسوق بقرۃ اذ اعیٰی فرکبھا فقالت انالم نخلق لھذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللّٰہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانی اومن بہ انا وابوبکرؓ و عمرؓ و ماھماثم۔(۶۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بیل ہانک کر لے جا رہا تھا، چلتے چلتے وہ شخص تھک گیا تو اس بیل پر سوار ہو گیا، اس بیل نے کہا کہ ہم اس لئے پیدا نہیں کئے گئے (کہ ہم پر سواری کی جائے) ہم تو صرف زمین کی کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، یہ ماجرہ دیکھ کر لوگوں نے (تعجب سے) کہا کہ سبحان اللہ بیل بھی (آدمیوں کی طرح) بولتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

میرا تو اس پر ایمان ہے اور ابو بکر و عمرؓ کا بھی (کہ اللہ کو سب کچھ قدرت ہے وہ جانوروں کو بھی زبان دے سکتا ہے) اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وہاں موجود بھی نہ تھے،

یہ حدیث مختلف طرق سے طوالت کے ساتھ منقول ہے۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ نے جس جانور کو جس مقصد کے لئے بنایا ہے، اس کو اسی میں استعمال کرنا چاہئے، لہٰذا اگر کوئی بکری پر سوار ہونے لگے تو یہ فعل غلط اور بے جا ہوگا۔

اگر کوئی شخص جانوروں سے ایسا کام لے جو وہ نہیں کرسکتے یا اتنا بوجھ ڈالے جو وہ اٹھا نہیں سکتے تو ایسی صورت میں محتسب مالک کا احتساب کرے گا۔(٦٦) اور سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ تو چند اہم حقوق ہیں جن کی طرف سیرت طیبہ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یقیناً اس میں مزید اضافے کی گنجائش ہوگی۔

جانوروں سے حسن سلوک کی تعلیم اور ہمارا عمل

جانوروں کے حقوق کے بعد اب حسن سلوک کے عنوان سے بعض احکامات کا سیرت طیبہ کی روشنی میں جائزہ پیش کرتے ہیں۔ حسن سلوک کے ذیل میں جو مباحث ہیں ان میں سے زیادہ تر کا تعلق اخلاقیات سے ہے لیکن کچھ احکام ایسے ہیں کہ انہیں بھی حقوق کا عنوان دیا جاسکتا ہے۔

آپ ﷺ نے انسانوں کے جملہ شعبہ ہائے حیات میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اور یہی تعلیم جانوروں کے بارے میں ملتی ہے کہ انہیں گالی نہ دی جائے، ان پر تشدد نہ کیا جائے، قتل کرنے میں بھی سہولت کو اختیار کیا جائے، انہیں داغنا، جلانا، بلاضرورت سواری کرنا، ان سے زنا کرنا یا کرانا، انہیں باہم لڑانا یا ان سے بدسلوکی کرنا اور بدعقیدگی منسوب کرنا، یہ سب بدسلوکی و بداخلاقی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اس سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

۱۔ گالی دینا یا لعنت کرنا

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انسانوں کو گالیاں دینے اور لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے وہیں جانوروں پر بھی لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وعن ابی جری جابر بن سلیم رضی اللّٰہ عنہ فی حدیث طویل

قال قلت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِعھَد اِلیَّ قال ﷺ لاتسبن احداً قال فما سببتُ بعدہ حرًا ولا عبداً ولا بعیراً ولا شاۃً۔ (۶۷)

ابی جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طویل میں روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو برامت کہنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کسی کو برا نہیں کہا نہ آزاد کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو۔

حضرت تھانوی فرماتے ہیں برا کہنے میں گالیاں دینا اور منحوس کہنا سب داخل ہے۔ (۶۸)

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے غلام پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لا ینبغی لصدیقؓ ان یکون لعاناً۔ (۶۹)

صدیق اکبرؓ کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لعنت کریں۔

عن ابی عثمان عن ابی برزۃ الا سلمی قال بینما جاریۃ علیٰ ناقۃ علیھا بعض متاع القوم اذبصرت بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وتضایق بھم الجبل فقالت حل اللّٰھُمَّ العنھا قال فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تصاحبنا ناقۃ علیھا لعنۃ۔ (۷۰)

ابو برزہ اسلمیؓ بیان کرتے ہیں: کہ ایک باندی ایک اونٹنی پر سوار تھی، لوگوں کا کچھ سامان بھی اونٹنی پر لدا ہوا تھا، اچانک اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور راستے میں پہاڑ کی راہ تنگ تھی، اس باندی نے کہا چل (اور گھبرا کر) بولی، اے اللہ اس پر لعنت کر، تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ لعنت والی اونٹنی نہ رہے۔

یہی روایت مجیب اللہ ندوی نے اس طرح نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس عورت کی سواری کا کجاوا اتار دو اس نے جانور کو لعنت کر کے خود لعنت کا کام کیا ہے۔ (۷۱) اگر کسی کو مرغ کی سحر خیزی (بانگ) کی وجہ سے شکایت ہوتی تو فرماتے:

عن زید بن خالد قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تسبوا الدیک فانہ

یوقظ للصلوٰۃ۔ (۷۲)

مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

دوسری روایات میں مزید اضافہ بھی ملتا ہے، فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو خدا سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ کسی رحمت کے فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے۔ (۷۳) جانور تو انسانی گالی نہیں سمجھتا لیکن انسانی نفرت کو تو محسوس کرتا ہے۔ گالی دینے سے جانور کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ انسان کی اپنی زبان ضرور خراب ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس بدسلوکی اور بداخلاقی سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ تشدد کرنا

جانور بے زبان مخلوق ہے اللہ نے اسے انسان کے ماتحت بنایا ہے۔ اپنے ماتحت پر خواہ وہ انسان ہو یا جانور تشدد کرنا مار پیٹ کرنا ممنوع ہے۔

وعن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن الضرب فی الوجہِ وَعَنِ الوَسمِ فی الوجہ۔ (۷۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے سے اور چہرے پر نشان لگانے سے منع فرمایا۔

بعض گاڑی بان جانوروں کو تیز چلانے کے لئے ان پر تشدد کرتے ہیں۔ مسلسل ہنٹر یا چھڑی سے پٹائی کرتے ہیں۔ اسلام میں ایسا کرنا منع ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ انہ دفع مع النبی ﷺ یوم عرفۃ فسمع النبی ﷺ وراءہ زجرا شدیدا وضربا للابل فاشار بسوطہ الیھم وقال یا ایھاالناس علیکم بالسکینۃ فان البرلیس بالایضاع۔ (۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرفہ کے دن (حج کے موقعہ پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے اونٹوں کے مارنے اور سختی سے ہانکنے کی آواز سنی، لہٰذا آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے (پیچھے مڑ کر) لوگوں کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! اطمینان سے کام لو کیونکہ (سواری کا) دوڑانا نیکی نہیں ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ جانوروں کو بلاضرورت دوڑانا اور خواہ مخواہ بلاضرورت ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر کے جانور کو پریشان کرنا جیسا کہ تانگے والے اور بیل گاڑی والے کیا کرتے ہیں منع ہے۔(۷۶)

مزید فرماتے ہیں: ''در مختار'' میں بیل اور گدھے سے کام لینے میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ بغیر مشقت اور مارنے کے کام لے اور وجہ میں یہ لکھا ہے کہ جانور پر ظلم کرنا ذمی پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان پر ظلم کرنا جس کی وعیدیں حدیثوں میں آئی ہیں، جس قدر سخت ہے جانور پر ظلم کرنا اس سے زیادہ سخت ہے۔ ''ردالمختار'' میں ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ رکھے اور اس کے منہ اور اس کے سر پر نہ مارے اس پر سب کا اتفاق ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بالکل نہ مارے اگرچہ اس کی ملک ہو، پھر شرارت پر تادیباً بقدر ضرورت مارنے کی اجازت لکھی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محض تیز دوڑانے کے لئے مارنا ہرگز جائز نہیں۔(۷۷)

بلی، بندر، اور گھریلو پالتو جانور بعض دفعہ نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ جیسے بلی دودھ پی جاتی ہے، چوزے، پرندے، کبوتر وغیرہ کھا جاتی ہے۔ تو اس پر تشدد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عذبت إمرأة في هرة سجنتها حتى ماتت ۔ (۷۸)

ایک عورت صرف اس وجہ سے جہنم میں چلی گئی کہ اس نے بلی کو بھوکا پیاسا قید کر کے ہلاک کر دیا تھا۔

آپ ﷺ کو تو یہ بھی پسند نہیں تھا کہ جانور کو معمولی سی بھی تکلیف پہنچائی جائے، ابو سعید خدری سے روایت ہے آپ نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنی بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچ رہا ہے تو فرمایا:

دع اذنها وخذ بسالفتها ۔ (۷۹)

اس کا کان چھوڑ دو اور گردن کی طرف سے پکڑو۔

سیرت النبی ﷺ میں ایک روایت منقول ہے آپ ﷺ نے جانوروں کو کنکر اور پتھر سے مارنے سے منع کیا ہے۔ اس لئے کہ اس سے شکار تو نہیں ہو گا، البتہ اس کا دانت یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جائے گا یا آنکھ پھوٹ جائے گی۔(۸۰) اگر کوئی جانور پھسل جائے یا اس پر موجود سواری گر جائے تو جانور کی پٹائی کرنا جائز نہیں، (۸۱) بخاری و مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اگر کوئی جانور کسی انسان کو روند ڈالے، زخمی کر دے یا جان سے مار دے یا کسی کے مال کا نقصان کر دے تو جانور کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی، اگر جانور کے ساتھ اس کا مالک یا نگہبان موجود ہے تو پھر اس نگہبان و مالک پر تاوان ادا کرنا لازم ہو گا۔(۸۲) اس لئے کہ اس نے جانور کی نگہبانی صحیح طرح نہیں کی۔

۳۔ موذی و غیر موذی جانوروں کو اذیت دیکر قتل کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے آپ ﷺ نے جہاں جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے وہیں یہ حکم بھی دیا ہے کہ تڑپا تڑپا کر یا ایذا پہنچا کر قتل نہ کیا جائے۔ بلکہ اس طرح قتل کیا جائے کہ جلد سے جلد جان نکل جائے۔ بعض وحشی الطبع لوگ اپنے شکار یا دشمن کو ایذا دے کر قتل کرتے ہیں اور تڑپتا دیکھ کر ان کی وحشی و سنگدل فطرت کو تسکین ملتی ہے۔ عربوں میں بھی اس کا رواج تھا۔ عرب جانور کو کسی چیز سے باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو کر ہلاک ہو جاتا۔ اس کے بعد اسے اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتے تھے۔(۸۳) اہل مدینہ میں رواج تھا کسی بھی جانور کا کوئی عضو مثلاً دنبے کی چکتی، اونٹ کا کوھان کاٹ کر پکا کر کھا لیتے۔(۸۴) عرب جانور کو ہلاک کرنے کے لئے کند چیزیں، لکڑی اور پتھر کا استعمال کرتے تھے۔ جس سے جانور اذیت کے ساتھ جان دیتا تھا۔(۸۵) آپ ﷺ نے جاہلیت کے ان تمام طریقوں سے روک دیا، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِن اللّٰہ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح فلیحد احدکم شفرتہ فلیرح ذبیحتہ۔ (۸۶)

اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے حسن سلوک لازم کیا ہے۔ جب مارنے لگو تو اچھا طریقہ اختیار کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تمہیں اپنی چھری تیز کرنی چاہئیے اور اپنے ذبیحے کو راحت دینی چاہئے۔

صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ جانور کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔(۸۷) یہ روایت مستدرک میں بھی ہے۔ایک دفعہ ایک شخص بکری کو پچھاڑ کراس کے اوپر گھٹنا رکھ کر اسی کے سامنے چھری تیز کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا برا ہو تو نے اس پر بہت سی موتیں جمع کر دی ہیں۔اسے پچھاڑنے سے پہلے چھپا کر کیوں چھری تیز نہیں کرلی۔(۸۸) اسی وجہ سے حکم ہے چھری کی دھار تیز رکھی جائے تا کہ با آسانی ذبح ہو جائے اور جسم کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال اتارنے یا جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا سلسلہ نہ شروع کیا جائے۔

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جانور کی ٹانگ گھسیٹ کر ذبح کرنے کے لئے جارہا ہے تو اسے درہ مار کر ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ (۸۹) مندرجہ بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت تکلیف نہ پہنچائے، مثلاً مستحق قتل کو یا موذی جانور کو کوئی شخص ترساتر سا کر قتل نہ کرے جیسا کبوتر باز بلی کو مارتے ہیں، یا ذبح کرنے کا چاقو کند ہو، یا رگوں کے کٹنے کے بعد کھال حلق کی کاٹنے لگے یا اور کسی طریق سے تکلیف پہنچادے یا ذبح سے پہلے اس کو بھوکا پیاسا مارے جیسے اکثر قصاب کرتے ہیں، فقہا نے اس کے متعلق بہت سے مسئلے لکھے ہیں، یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرے۔ پیشہ ور لوگ ان امور میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ خود ذبح کرنا ہی راحت کے خلاف ہے، بات یہ ہے مصلحت وضرورت سے اللہ تعالیٰ نے ذبح کی اجازت دی ہے اور مصلحت کے لئے قتل کرنے کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ جو لوگ ذبح حیوان کے خلاف رحم ہونے کا اعتراض کرتے ہیں امن قائم کرنے کی مصلحت سے مجرم اور قاتل کے قتل کرنے کو درست سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بھی خلاف راحت ہے، اس وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں قتل و ذبح کو جو ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے تو اس میں اسی اعتراض کو دفع کرنا مقصود ہے۔(۹۰)

اس تشریح میں حضرت تھانویؒ نے ہندوؤں کے ستیارتھ پرکاش کے اس الزام کہ ذبح کرنا رحم نہیں کا جواب دیا ہے (۹۱) ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کیا جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو اللہ تم پر رحم کرے گا، یہی وجہ ہے دانت سے کاٹ کر یا ناخن سے کاٹ کر جانور کو ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔(۹۲) اگر کسی جانور کے گلے کی کھال کاٹی جائے اور رگیں نہ کٹیں پھر اسی طرح تڑپ تڑپ کر

مر جائے تو وہ حرام ہے۔(۹۳) اہل مدینہ جانور کا مثلہ کر کے مارتے تھے یعنی کبھی ایک عضو کاٹ لیا کبھی دوسرا، آپ ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔(۹۴) اَبی واقد اللیثی سے اس سلسلے میں روایت منقول ہے:

وعن ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ قال قدم النبی ﷺ المدینۃ وھم یجبون اسنمۃ الابل ویقطعون الیات الغنم فقال ما یقطع من البھیمۃ وھی حیۃ فھو میتۃ لا توکل۔ (۹۵)

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں ایسے زمانے میں تشریف لائے کہ لوگ اونٹوں کے کوہانوں کو اور دنبہ کی چکتیوں کو (ذبح سے قبل) تراش لیتے تھے اور اس کے بعد ذبح کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو عضو تراشا جائے وہ عضو مردار ہے کھایا نہ جائے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: اس کے منع ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں خواہ مخواہ جانور کو تکلیف دینا ہے، کوہان اور چکتی ذبح کے بعد بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ذبح سے پہلے کاٹنا خواہ مخواہ جانور کو تکلیف دینا ہوا، شاید زندہ جانور کے کاٹے ہوئے چکتی اور کوہان میں ذرا زیادہ لذت ہو، مگر ذرا سے نفع کے لئے جانور کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے۔

اس ممانعت میں قصابوں کا یہ فعل بھی داخل ہے کہ ذرا سی کھال بڑھانے کے لئے اوپر سے ذبح شروع کر کے رگوں تک لاتے ہیں تو رگوں کے کٹنے سے پہلے پہلے جتنی دور سے کھال کاٹی گئی ہے وہ بلاضرورت جانور کو تکلیف دینا ہے۔ گو ایسا کرنے سے گوشت حرام نہ ہوگا کیونکہ ذبح سے پہلے کھال یا اور کوئی عضو جدا نہیں ہوا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس حدیث میں جو زندہ جانور سے کاٹے ہوئے عضو کو حرام فرمایا ہے سو اس سے وہ جانور مراد ہے جو ذبح نہ کیا گیا ہو، لہٰذا اگر جانور کو ذبح کر کے اس کی جان نکلنے سے پہلے اس کا عضو کاٹ لیا تو یہ عضو حلال ہوگا۔(۹۶)

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ ینھی ان تصبر بھیمۃ اوغیرھا للقتل۔ (۹۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ اس حرکت سے منع فرماتے تھے کہ کسی بہیمہ (چوپایہ) کو یا غیر بہیمہ کو (مثلاً انسان کو) قتل کے لئے باندھ کر کھڑا کیا جائے۔

اسی قسم کی روایت حضرت انسؓ سے منقول ہے آپ نے دیکھا کچھ لوگ ایک مرغی کو نشانہ بنا رہے تھے تو آپ نے یہی حدیث بیان فرمائی۔

وعنہ ان النبی ﷺ لعن من اتخذ شیئا فیہ الروح غرضا۔ (۹۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو ایسی چیز کو نشانہ بناوے جس میں روح ہو۔

اسی حکم میں ہے جانور کو شکار کا آلہ بنانا جیسے شیر کا شکار کرنے والے بکرا باندھ دیتے ہیں یا مچھلی کا شکار کرنے والے کانٹے میں زندہ خراطین لگا دیتے ہیں: بعض لوگ دوا بنانے میں زندہ جانور کھولتے پانی میں یا گرم روغن میں ڈال دیتے ہیں جو سراسر ظلم ہے۔(۹۹)

جانور کے اعضا کاٹنے میں بھی اذیت ہے اس لئے اس سے بھی منع فرمایا:

عن جابر بن عبداللہ یقول نھی رسول اللہ ﷺ بمثلہ۔ (۱۰۰)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے (زندہ جانور) کو مثلہ کرنے (جسم کے اعضاء کاٹنے) سے منع فرمایا ہے: سنن نسائی میں بھی اسی مفہوم کی حدیث ہے۔(۱۰۱)

ابن شاھین اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ حکم انسانوں اور جانوروں دونوں کے لئے ہے اور یہ حدیث مثلہ کرنے کی روایات کی ناسخ ہے۔(۱۰۲) اسی طرح بعض ایسے اعضا جن سے جانور اپنے جسم کی صفائی کرتا ہے یا جسمانی تحفظ حاصل کرتا ہے انہیں بھی کاٹنے سے منع کیا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لا تقصوا نواصی الخیل ولا معارفھا ولا اذنابھا فان اذنا بھا مذابھا ومعارفھا دفائھا۔ (۱۰۳)

گھوڑوں کی پیشانیاں، ایال اور دمیں نہ کاٹو اس لئے کہ دم ان کا مورچھل (پنکھا) ہے اور ایال ان کا لحاف ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کے جسم پر جو بال یا پر ہوتے ہیں بلاوجہ وہ بھی نہیں کاٹنے چاہئیں اس کے ذریعے جانوروں کو سردی گرمی اور بارش سے تحفظ حاصل ہوتا ہے، لیکن جیسا کہ

جانور کے جسم سے جوئیں ختم کرنے کے لئے گرمی میں بال کٹوا دیئے جاتے ہیں اس میں چونکہ جانور کی بھلائی مقصود ہے لہٰذا یہ جائز ہوگا۔

۴۔ داغنا، جلانا

جانوروں کے جسم پر داغنا یا انہیں زندہ جلانا دونوں منع ہیں۔ اس لئے کہ اس میں جانور کو اذیت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے مختلف احادیث منقول ہیں۔ صحیح مسلم کی تین روایات سے داغنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں صبح آپ ﷺ کے پاس باغ میں پہنچا، جہاں آپ ﷺ قبیلہ جونیہ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

وھویسم الظھر الذی قدم علیه فی الفتح ۔ (۱۰۴)

اور ان اونٹوں پر داغ لگا رہے تھے جو فتح میں آپ ﷺ کو حاصل ہوئے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

فی مربد یسم غنما ۔ (۱۰۵)

آپ ﷺ بکریوں کے ریوڑ کے درمیان تھے اور انہیں داغ لگا رہے تھے۔ انس کہتے ہیں:

فی اذا نها ۔ (۱۰۶) میرا غالب گمان ہے ان کے کانوں پر داغ لگا رہے تھے۔ تیسری روایت بھی دوسری کی تائید کرتی ہے۔ (۱۰۷) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے جانور کو داغ لگانا جائز ہے۔ جبکہ مسلم ہی میں عدم جواز کا مستقل باب قائم کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آگ کے ذریعے لگایا جانے والا داغ ممنوع ہے۔ اسی طرح چہرے پر داغ لگانا ممنوع ہے۔ البتہ کسی رنگ وغیرہ سے داغ لگانا جائز ہے۔ یا اتنا ہلکا داغ ہو جو جانور کے گوشت تک نہ پہنچے اور اسے زیادہ تکلیف نہ پہنچائے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عن جابرؓ ان النبی ﷺ مرعلیه حمار قدوسم وجھه فقال لعن اللّٰه الذی وسمه ۔ (۱۰۸)

آپ ﷺ کے سامنے سے ایک گدھا گزرا اس کے چہرے پر نشان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرہ کو داغا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں آپ ﷺ نے گدھے کے چہرہ کو داغنے سے منع کیا اور اپنے گدھے

کے پٹھوں پر داغنے کا حکم دیا۔(۱۰۹) امام ابو حنیفہؒ نے جانوروں کو داغنا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ بھی مثلہ ہے اور اس میں جانور کو اذیت ہے۔(۱۱۰)

خلاصہ کلام یہ کہ آگ سے داغنا جو کہ گوشت تک پہنچ جائے ممنوع ہے۔ منہ پر داغنا ممنوع ہے، البتہ منہ کے علاوہ ضرورتاً جسم کے دوسرے حصوں پٹھوں، کان وغیرہ پر داغنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ داغ کھال تک محدود ہو اور جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو یا جانور کے علاج کے لئے ہو تو بھی جائز ہے۔ اگر داغ آگ کے علاوہ کسی رنگ وغیرہ کا ہو تو بالکل جائز ہے۔ البتہ جانور کو آگ سے جلانا قطعاً منع ہے۔

۵۔ بلا ضرورت سوار رہنا

جانور بھی جاندار مخلوق ہیں بلا ضرورت انہیں تھکانا ممنوع ہے اگر ٹھہرنے کی ضرورت ہے تو ان کی پشت سے اتر آئے تا کہ جانور کو بھی راحت مل جائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لا تتخذوا ظهور دَوابكم منابرفان اللّٰه تعالیٰ انما سخرها لكم لتبلغكم الی بلدكم تكونوا بالغيه الابشق الا نفس وجعل لكم الارض فعليها فاقضو حاجاتكم۔ (۱۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی سواری کے جانوروں کو منبر مت بناؤ، (ان پر بلا ضرورت سوار مت رہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ جانور تمہارے تابع اس لئے کر دیئے ہیں کہ تم کو ایسے مقام تک پہنچا دیں جہاں تم بغیر سخت جسمانی مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے۔

لہٰذا اس پر بغیر قطعِ مسافت کے گھنٹوں بیٹھے رہنا اس کو ایک زائد تکلیف پہنچانا ہے۔ اور اس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین بنائی ہے سو اس پر اتر کر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو یعنی زیادہ دیر تک بات چیت کرنا ہو تو سواری کو چھوڑ دو زمین پر اتر کر بات چیت کرو۔(۱۱۲)

وَعَن انسٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ كُنَّا اِذا نَزَلناَ مَنزِلاً لا نُسبح حتی نحل الرحال۔ (۱۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر

اترتے تھے تو نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ کجاووں کو نہیں کھول لیتے تھے اور اونٹوں پر سے نہ اتار لیتے تھے۔

یعنی نماز جو سب سے اہم ترین کام ہے صحابہ کرامؓ اس کی ادائیگی سے پہلے جانور سے نہ صرف خود اترتے بلکہ اس پر رکھا ہوا کجاوا اور پالان بھی اتار لیتے تاکہ جانور راحت حاصل کر لے دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ نماز کی ادائیگی میں چند منٹ لگتے ہیں لیکن یہ چند منٹ بھی وہ جانور کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جانور کو منبر بنانے میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ جانور پر اتنے ہی لوگ سوار ہوں جتنا وہ بوجھ اٹھا سکتا ہے یہی وجہ ہے ایک جانور پر تین افراد کی سواری سے منع کیا گیا ہے۔(۱۱۴) دمیری نے بیہقی کی کتاب شعب الایمان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنی سواری سے اتر کر چھے میل پیدل چلا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا۔(۱۱۵) خود حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے جب بیت المقدس پہنچے ہیں تو غلام اونٹ پر سوار تھا خود نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے اور یہی معمول پورے سفر میں رکھا کہ جب خود سوار ہوتے تو غلام نکیل پکڑ کر چلتا تھا۔ یہ تھا ہمارے پیغمبر اور ان کے چاہنے والوں کا اسوۂ حسنہ۔

معروف سیرت نگار مستشرق آروی، سی بوڈلے، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے استشہاد کرتے ہوئے اعترافاً لکھتا ہے آپ ﷺ کی تعلیم تھی سواری اسی وقت کرو جب یہ سواری کے لائق ہو جائیں اور پھر جب یہ تھک چکے ہوں تو انہیں آرام کرنے کی مہلت دیا کرو۔(۱۱۶)

۶۔ زیادہ بوجھ لادنا

جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بجھ لادنا اس کے ساتھ زیادتی ہے۔ حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے ایک اونٹ نے شکایت کی کہ مالک کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم کھلاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کام کم لیا کرو، چارہ زیادہ کھلایا کرو۔(۱۱۷)

حضرت عمرؓ جانور پر زیادہ بوجھ لادنے والے کو سزا دیتے تھے۔ میّب بن دارم سے مروی ہے:

رأیت عمر بن الخطاب یضرب جمالا وھو یقول حملت حملك مالا یطیق۔(۱۱۸)

میں نے حضرت عمرؓ کو ایک شتربان کو مارتے دیکھا آپ اس سے کہہ رہے تھے

تو نے اپنے اونٹ پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ لاد دیا ہے۔

محتسبین کی ذمہ داری تھی کہ وہ چیک کریں اس کے نتیجے میں پوری اسلامی حکومت میں جانوروں پر پہلے سے کم بوجھ لادنے کا رواج ہو گیا۔(۱۱۹)

۷۔ جانور کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرنا یا کروانا

جانور بے زبان مخلوق ہے اسے خیر و شر کی تمیز نہیں ہے اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرنا یا اس سے برا کام کروانا جو آج مغربی مرد و خواتین میں عام ہوتا جا رہا ہے سراسر حرام اور گناہ ہے۔ دونوں صورتوں میں جانور کا کوئی قصور نہیں ہے۔ لیکن اس جانور کے وجود سے دیگر لوگوں کو بھی ارتکاب گناہ کی رغبت ملتی ہے۔ لہٰذا دفع فساد کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ ایسے جانور سے استفادہ نہ کیا جائے۔(۱۲۰) بعض علما کی رائے ہے کہ اس جانور کو ذبح کر دیا جائے جس شخص نے یہ حرکت کی ہو اس کے بارے میں حکم ہے کہ تعزیراً اس کی پٹائی کی جائے، دوسری رائے قتل کی ہے۔ مگر پہلی رائے زیادہ صحیح اور احناف کا مذہب ہے۔

۸۔ جانوروں کو لڑانا

جانور جان والی مخلوق ہیں ایک دوسرے سے لڑنا ان کی عادت ہے۔ لیکن انسانوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ جانوروں کو باہم شغل کے طور پر لڑائیں یا ان سے لڑیں:

وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال نھی رسول اللّٰہ ﷺ من التحریش بین البھائم۔ (۱۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: مرغ بازی اور بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا اسی طرح کسی اور جانور کو لڑانا سب اس ممانعت میں داخل ہے اور سب حرام ہے کیونکہ اس میں خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے، اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں، اور بعض اوقات سواریوں کے بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور تفاخر مقابلہ کے سوا اس میں کوئی مصلحت نہیں۔ گھوڑ دوڑ وغیرہ جب کہ اس میں جوا نہ ہو اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی مشاقی میں مصلحت ہے۔(۱۲۲)

آج کل عموماً بٹیر، کتے، مرغ شرط لگا کر لڑائے جاتے ہیں، یہ ڈبل گناہ کا کام ہے۔ ایک جانور کو لڑانے کی وجہ سے دوسرا شرط لگانے کی وجہ سے۔ بعض حضرات سانپ اور نیولے، کتے اور بن مانس کو لڑاتے ہیں۔ اس لڑانے سے مقصد صرف وقتی لذت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے جانور زخمی ہو جاتے ہیں، بلکہ ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ جانوروں کے نقصان کے ساتھ خود مالک کا بھی نقصان ہے۔ زیادہ بدترین شکل بل فائٹنگ ہے۔ جس میں تربیت یافتہ خطرناک بیل کا انسان سے مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ اس میں دو میں سے کسی ایک کی ہلاکت یقینی ہوتی ہے۔ انسانی حقوق اور جانوروں کی این، جی اوز کو یہ بدسلوکی نظر نہیں آتی کہ اس پر آواز اٹھائیں۔ جس کے نتیجے میں اب تک بے شمار جانور اور عالمی شہرت یافتہ بل فائٹر بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔

۹۔ تھنوں سے دودھ روکنا

دودھ روکنے کی دو صورتیں ہیں جن سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایک صورت وہ ہے جسے مویشیوں کے بیوپاری اکثر کرتے ہیں کہ جب جانور فروخت کرنا ہوتا ہے تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ جانور زیادہ دودھ دیتا ہے اس کا کئی دن تک دودھ نہیں دوہتے پھر مارکیٹ میں فروخت کرنے لاتے ہیں ایسا کر کے نہ صرف خریدار کو دھوکا دیتے ہیں بلکہ جانور کو بھی تکلیف دیتے ہیں اور دہرے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عبداللہ محمد بن فرج مالکی قرطبی موطا امام مالک، صحیح البخاری، صحیح مسلم اور نسائی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلوں کو خرید و فروخت کے لئے پہلے جا کر نہ ملو اور نہ تم ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو اور نہ قصد خرید کے بدوں قیمت بڑھاؤ اور نہ شہری آدمی دیہاتی کے لئے خرید و فروخت کرے اور نہ اونٹنی اور بکری کا دودھ زیادہ دکھانے کے لئے دودھ دوہنا بند کرو پس جو شخص اس کے بعد اس کو خریدے گا وہ اس کو دوہنے کے بعد دونوں باتوں میں سے اچھی کا مختار ہے اگر اس کو پسند کرے تو رکھے اگر ناپسند کرے تو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور دودھ کے عوض دے۔ بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اس کو خریدے اس کو تین دن تک اختیار ہے کہ اگر چاہے اس کو رکھے اور اگر چاہے واپس کر دے اور ایک صاع کھجوروں سے دے دے۔ (۱۲۳)

تین دن کا اختیار اس لئے دیا ہے کہ تین دن میں دودھ کی اصل مقدار کا علم ہو جائے گا۔
دودھ روکنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ سارا دودھ نکال لیا جائے اس کے بچے کو نہ پلایا جائے یا اس کے پینے کے لئے نہ بچایا جائے۔ یہ ظلم ہے اس لئے کہ بچہ کی پرورش اسی دودھ پر ہوتی ہے۔ چونکہ دونوں صورتوں میں جانور کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے منع ہے۔

۱۰۔ جانوروں سے بدعقیدگی رکھنا

بعض لوگ جانوروں سے متعلق برے عقائد گھڑ لیتے ہیں اسلام نے اس سے بھی منع کیا ہے اس لئے کہ اس میں جانور کے لئے حقارت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ زمانۂ جاہلیت کے مشرکانہ خیالات تھے جس سے آپ نے سختی سے روکا ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے متعدد احادیث منقول ہیں۔

وعن سعد بن مالك رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لاهامة ولا عدوى ولا طيرة وان تكن الطيرة فى شئى ففى الدار و الفرس والمراة رواه ابوداؤد قال فى المرقاة والمعنى ان فرض و جودها يكون فى هذه الثلاثة ويؤيده ماورد فى الصحيح بلفظ ان كان الشوم فى شئى ففى الدار والمراة والفرس۔ (۱۲۴)

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھوپڑی سے کسی جانور کا نکلنا کوئی چیز ہے (جو اعتقاد تھا اہل جاہلیت کا کہ جس مقتول مظلوم کا انتقام نہ لیا جائے اس کی کھوپڑی سے ایک جانور پیدا ہو کر چلاتا ہے کہ مجھ کو پانی دو) اور نہ بیمار لگنا کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور اگر بالفرض بدشگونی کوئی چیز ہوتی تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی۔ مگر ان تینوں میں بھی نحوست کی کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعضے جانوروں کی نسبت جو مطلقاً مثل الو وغیرہ کے یا خاص حالتوں میں مثلاً گھوڑے وغیرہ کے متعلق عوام کا اعتقاد ان کے منحوس ہونے کا محض غلط ہے۔ حیوانات کے بارے میں سے ایک حکم یہ بھی ہوا کہ ان کو منحوس نہ سمجھے۔ (۱۲۵) بعض لوگ نظر لگنے سے بچانے کے لئے قلادہ ڈالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی

منع کیا:

وعن ابی بشیر الانصاری رضی اللّٰہ عنہ انہ کان مع رسول اللّٰہ ﷺ فی بعض اسفارہ فارسل رسول اللّٰہ ﷺ رسولا لا تبقین فی رقبۃ غیر قلادۃ من و ترالاقطعت ۔ (۱۲۶)

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، رسول ﷺ نے قافلے والوں میں آواز دینے کے لئے ایک قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت بندھا ہوا نہ چھوڑا جائے۔

چونکہ تانت سخت ہوتا ہے اور بسا اوقات کھال کاٹ کر اس کے گوشت میں گڑ جانے کا بھی احتمال ہوتا ہے اس لئے اس کے باندھنے سے منع فرمایا ہے، بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی میں گروہ لگائی یا جانور کے گلے میں تانت باندھا یا چوپائے کی لید سے یا ہڈی سے استنجا کیا اس سے محمد (ﷺ) بری ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی جانور کو اس طرح کس کر باندھنا کہ جس سے اٹھتے بیٹھتے اس کا گلا گھٹے درست نہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے جس طرح انسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے اور ان سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ اسی طرح جانوروں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ اپ ﷺ نے نہ صرف خود اس پر عمل کیا بلکہ آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی ان تعلیمات پر عمل کرنے کا اہتمام فرمایا مغرب سے مرعوب ذھنوں اور تنظیموں کو اُسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کر کے تحفظِ حقوقِ حیوانات مہم چلانی چاہئے اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ القرآن الکریم، سورۂ النحل، آیت ۶ تا ۹،

۲۔ سورۂ یٰسین، آیت ۷۳،

۳۔ سورۂ الانعام، آیت ۳۸،

۴۔ سورۃ الزخرف، آیت ۱۳،

۵۔ الخازن، علاء الدین علی بن محمد البغدادی تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل (بیروت، الیمامۃ للطباعۃ ۱۹۹۴ء) ج/۱ص/۵۰۸، اور تفسیر البغوی، الفراء البغوی (بیروت دارالمعرفۃ ۱۹۸۶ء) ج/۲ ص/۹۵، بذیل الانعام/ ۳۸، یہ روایت ابوداؤد، ترمذی نسائی کے حوالے سے نقل ہے، مجاہد کا قول ہے حیوانات کی ہر جنس امت ہے۔

۶۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی قانون محنت و اجرت، ص ۲۲۳، (لاہور مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری)

۷۔ بلیغ الدین، شاہ، روشنی (کراچی، غضنفر اکیڈمی ۱۹۷۸ء) ص ۱۵۵، یہ روایت صحیح مسلم کی ہے۔

۸۔ مسلم بن الحجاج، أبی الحسین القشیری صحیح مسلم مترجم عابد الرحمٰن / کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر و النھی عن التعریس فی الطریق ،ج۳/ص۱۰۷، (کراچی، قرآن محل)

۹۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، حقوق العباد، مرتب محمد اقبال قریشی (لاہور، ادارہ اسلامیات اردو بازار ۲۰۰۰ء) / ص۱۵۱،

۱۰۔ صحیح مسلم / کتاب السلام باب فضل ساقی البھائم واطعامھا ،ج۳/ص ۳۹۳،

۱۱۔ ایضاً،

۱۲۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، حقوق العباد، ص ۱۶۴،

۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ باب فی سعۃ کتاب اللّٰہ، حدیث ۳۶۳۵، ج۳/ص۱۷۷،

۱۴۔ النسائی ابوعبدالرحمٰن، سنن النسائی بشرح الحافظ جلال الدین السیوطی (بیروت، دارالبشائر الاسلامیہ ۱۹۹۴ء) ج/۳ص/۱۳۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الکسوف، حدیث نمبر ۱۴۸۲،

۱۵۔ کرم شاہ، پیر محمد الازھری، ضیاء النبی، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۹ء) ج۵/ص/۱۸۸،

۱۶۔ الدارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بھرام سنن الدارمی، (دمشق، مطبعۃ الاعتدال ۱۳۴۹ء) ج۱/ص/۱۱، مصنف ابن أبی شیبہ، ج۱۱/ص/۴۹۰، دلائل النبوۃ للبیھقی، ج ۶/ص/۱۸، اور دلائل النبوۃ أبی نعیم اصفہانی، ج/۲ص/۴۹۳، شمائل نبوی ابن کثیر، ص/۲۷۱،

۱۷۔ السجستانی، أبوداؤد، سنن أبوداؤد، ج/۲، ص/۳۰۹، باب ۳۰۴،

۱۸۔ ایضاً، ج۲/ص/۳۰۸، کتاب الجہاد، باب الوقوف علی الدابۃ،

۱۹۔ صحیح المسلم کتاب الزکوۃ / ۱۲،باب فضة النفقة على العيال والمملوك و اثم من ضيعهم اوحبس نفقتهم / ۱۲حدیث / ۴۰،
۲۰۔ ایضاکتاب المساقات / ۲۲،باب فضل الغرس والزرع / ۲،حدیث نمبر ۷،۱۲،
۲۱۔ حقوق العباد،ص / ۱۷۴،
۲۲۔ ایضاً
۲۳۔ ایضاً
۲۴۔ المنجد فی الاعلام،ص۴۹،(دارالمشرق بیروت / دارالقرآن انتشارات اسماعیلیان ۱۳۴۲ء)
۲۵۔ قطب الدین،نواب محمد،مظاہر حق شرح مشکوۃ،ج ۴ / ص ۳۰۷،اور سیرت النبی شبلی نعمانی، ج۶ / ص ۳۰۲،
۲۶۔ أبی داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن أبی داؤد، كتاب الاشربة باب فی العنب يعصر للخمر حدیث نمبر ۳۶۷۴،ج / ۲،ص / ۵۳۱،(دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)
۲۷۔ حقوق العباد،ص۱۷۰،
۲۸۔ مظاہر حق شرح مشکوۃ،ج ۳ / ص۷۸۰،اور سیرت النبی شبلی نعمانی،ج۶ / ص ۳۰۷،
۲۹۔ الدمیری،کمال الدین،حیات الحیوان مترجم،ج ۲ / ص ۴۰۵،(مترجم محمد عباس و محمد عرفان ادارہ اسلامیہ لاہور ۱۹۹۶ء)
۳۰۔ البخاری،محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری،کتاب الجہاد والسیر ،ج ۲ / ص۱۵۸،حدیث نمبر ۳۰۱۹،
۳۱۔ جانگڑا،عبدالرزاق،شان سیدالمرسلین،ص۱۲۶،(مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء)
۳۲۔ العسقلانی،احمد بن علی بن حجر فتح الباری کتاب الجہاد والسیر / ۵۶،باب اذا حرق المشرك المسلم هل يحرق / ۱۵۲،حدیث نمبر ۳۰۱۸،ج /۶ص / ۲۶۳،(دارالفکر بیروت ۱۹۹۱ء)
۳۳۔ مظاہر حق شرح مشکوۃ،ج ۴ / ص ۴۵،
۳۴۔ حقوق العباد،ص۱۵۶،
۳۵۔ ایضاً،
۳۶۔ أبی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ،ج ۲ / ص ۴۲۸،باب ۲۸۹،
۳۷۔ ایضاً،
۳۸۔ شبلی نعمانی،سیرت النبی ﷺ،ج۶ / ص ۳۰۳،
۳۹۔ سنن أبوداؤد،ج / ۲ص / ۶۶۵،

۴۰۔ تفسیر خازن، ج۱/ص ۵۰۸،اور تفسیر البغوی ج/ ۲ص/ ۹۵،

۴۱۔ شفیق ہزاروی، عظمت نبوی، ص۱۴۹، کراچی شاہکار بک فاؤنڈیشن۔

۴۲۔ عامر، الدکتور عبدالعزیز، التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیۃ، ص۲۱۹، قاہرہ مصر، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۵۷ء

۴۳۔ بوڈلے، آروی سی، محمد رسول اللہ مترجم محمد علی چراغ، ص ۱۹۳تا۱۹۴، لاہور، نذیر پبلی کیشنز ۱۹۹۶ء

۴۴۔ سورۂ ھود، آیت ۴۰،

۴۵۔ سنن أبو داؤد، ج ۳/ ص ۶۷۸، باب ۵۹۳، مسند احمد، ج۱/ ص ۴۰۴، حلبی، علامہ علی ابن برہان الدین، اُم السیر سیرت حلبیہ مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی، ج۶/ ص ۳۳۹، کراچی، دارالاشاعت، اردو بازار، ۱۹۹۹ء، اور دیکھئے ساجد الرحمٰن، اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام، ص۱۳۱، لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری،

۴۶۔ ایضاً، اور مزید دیکھئے سیرت النبی ﷺ شبلی، ج۶/ ص ۲۴۲، شان سید المرسلین و خاتم النبین ﷺ، عبدالرزاق جانگڑا، ص ۱۲۵ اور Muhammad Encyclopaedia of Seerah. Vol 1, P. 53

۴۷۔ حلبی، سیرت حلبیہ، مترجم، ج۶/ ص ۳۳۹،اور حاجی نورالدین، شواہد النبوۃ، مترجم شبیر احمد ناظم، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۷۴ء/ ص۱۹۱،

۴۸۔ حقوق العباد، ص ۱۶۸،

۴۹۔ مرغینانی، برہان الدین، ہدایۃ، کراچی، کلام کمپنی، کتاب الاضحیۃ، ج۴/ ص ۴۴۸،

۵۰۔ بیہقی، ابو بکر سنن کبریٰ کتاب السبق والرمی، ج۱۰/ ص ۲۴،

۵۱۔ صحیح مسلم مترجم، ج ۳/ ص۱۰۷، کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر والنھی عن التعریس فی الطریق،

۵۲۔ شبلی، نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج۶/ ص ۲۴۲اور

Muhammad Encyclopaeda of Seerah Vol.1 , P .53`

بحوالہ سنن أبوداؤد، ج ۳/ ص ۶۷۸، باب ۵۹۳،

۵۳۔ سیرت حلبیہ مترجم، ج۶/ ص۳۳۹،

۵۴۔ حقوق العباد، ص ۱۶۰،

۵۵۔ ایضاً، ص ۱۶۱،
۵۶۔ ایضاً، ص ۱۶۲،
۵۷۔ الکتانی، عبدالحی، نظام الحکومة النبوية المسمیٰ التراتيب الإدارية، ج۲/ ص ۱۵۰-۱۵۳، (لبنان، دارالکتاب العربی بیروت)
۵۸۔ ایضاً، ج ۲/ ص ۱۵۴-۱۵۵
۵۹۔ بن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ، مقالات و فتاویٰ مترجم، محمد خالد سیف، الریاض دارالسلام پبلیشرز لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۴۲۰،
۶۰۔ سورۃ النحل، آیت ۱۱۵،
۶۱۔ سورۃ الانعام، ص ۱۱۸،
۶۲۔ صحیح مسلم مترجم، ج ۳/ ص ۱۰۷، کتاب الامارة باب مراعاة مصلحة الدواب فی السير والنهی عن التعريس فی الطريق ،
۶۳۔ بلیغ الدین، شاہ، روشنی، ص ۱۵۵،
۶۴۔ بوڈلے، آر وی سی، محمد رسول اللہ، مترجم محمد علی چراغ، ص ۱۹۵،
۶۵۔ صحیح البخاری، باب استعمال البقر للحراثة اور مسند احمد، ج ۲/ ص ۲۴۵، اور قصص الحدیث محمد زکریا اقبال، دارالاشاعت کراچی ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۵،
۶۶۔ ناز، ایس ایم، اسلام کا محکمہ احتساب، ادارہ تحققات، اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۲۱۰،
۶۷۔ سنن أبوداؤد،
۶۸۔ حقوق العباد، ص ۱۶۵،
۶۹۔ صحیح مسلم، ج ۳/ ص ۶۵۸، کتاب البر والصلة والآداب، حدیث نمبر ۱۸۹۵،
۷۰۔ أیضاً، حدیث نمبر ۱۸۹۳،
۷۱۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی قانون محنت واجرت، ص ۱۲۶، (لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور)
۷۲۔ سنن أبوداؤد، ج ۵/ ص ۳۳۱، حدیث نمبر ۵۱۰۱-۵۱۰۲، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، ج ۴/ ص ۱۵۵، صحیح مسلم کتاب الذکر، ج ۴/ ص ۲۰۹۱، حدیث نمبر ۲۷۲۹، جامع ترمذی، کتاب الدعوات، ج ۵/ ص ۵۰۸، حدیث نمبر ۳۴۵۹، اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۹، ص ۱۴۷،

۷۳۔ ایضاً،ف
۷۴۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۲۹۰، کتاب اللباس والزینة باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه و وسمه، حدیث نمبر ۸۴۶،
۷۵۔ صحیح البخاری،
۷۶۔ حقوق العباد، ص ۱۷۱،
۷۷۔ ایضاً، ص ۱۶۳-۱۶۴،
۷۸۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۳۹۳، کتاب الاسلام باب تحریم قتل الهرة، حدیث ۱۱۴۷،
۷۹۔ سنن ابن ماجہ کتاب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح، ج ۲ / ص ۱۰۵۹،
۸۰۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج ۶ / ص ۳۰۴،
۸۱۔ الدمیری، کمال الدین، حیات الحیوان، ج ۲ / ص ۵۵۵،
۸۲۔ صحیح البخاری، ج ۳ / ص ۶۶۸، اور مظاہر حق، ج ۳، ص ۵۴۷،
۸۳۔ Muhammad Encyclopaedia of Seerah Vol.1, P52, اور مظاہر حق ج ۴ / ص ۴۲،
۸۴۔ شبلی، نعمانی سیرت النبی ﷺ، ج ۶ / ص ۳۰۲ اور ص ۱۲۵ اور مظاہر حق ج ۴ / ص ۴۶، روشنی شاہ بلیغ الدین، ص ۱۵،
۸۵۔ جانگڑا، عبدالرزاق، شان سید المرسلین، ص ۱۲۵،
۸۶۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۱۳۷، کتاب الصید والذ بائح باب الامربا حسان الذبح والقتل، جامع الترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی النهی عن المثلة، ج ۲ / ص ۱۰۵۸، مظاہر حق، ج ۴ / ص ۳۶، سیرت النبی شبلی نعمانی، ج ۶ / ص ۳۰۴،
۸۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الذبائح باب اذا ذبحتم فا حسنوا الذبح، ج ۲، ص ۱۰۵۹،
۸۸۔ بلیغ الدین، شاہ، روشنی، ص ۱۵۵، لیکن سنن کبری للبیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ حدیث نہیں حضرت عمرؓ کا اثر ہے، دیکھئے ج ۹ / ص ۲۸۰، کتاب الضحایا،
۸۹۔ سنن الکبریٰ، ج ۹ / ص ۲۸۱، کتاب الضحایا۔
۹۰۔ حقوق العباد، ص ۱۵۳،
۹۱۔ ودیارتھی، عبدالحق، آئینہ حق نما، بجواب ستیارتھ پرکاش چودھواں باب، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ص ۵،

۹۲۔ شبلی نعمانی، ج ۶ / ص ۳۰۶،
۹۳۔ مظاہر حق، ج ۴ / ص ۴۳، اور سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۹ / ص ۲۷۹، کتاب الضحایا،
۹۴۔ ایضاً، ج ۴ / ص ۴۶،
۹۵۔ الالبانی، محمد ناصر الدین صحیح سنن الترمذی، ج / ۲ ص / ۸۴، ابواب الصید باب ما قطع من الحی فہو میت / ۱۱حدیث ۱۱۹۷، (المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۸ء)
۹۶۔ حقوق العباد، ص ۱۵۶،
۹۷۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۱۳۸، کتاب الصید والذبائح باب النهی عن صبر البهائم ،
۹۸۔ ایضاً، اور صحیح البخاری، ج ۳ / ص ۲۵۴ کتاب الذبائح،
۹۹۔ حقوق العباد، ص ۱۵۳،
۱۰۰۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۲۹۰، کتاب اللباس والزینة باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه ووسمه فیه اور سنن ابن ماجه ابواب الذبائح ،ج ۲ / ص ۲۸۰،
۱۰۱۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن، سنن نسائی، باب النهی عن المثلة، ۷ / ۱۰۱، اور نیل الاوطار للشوکانی، ج ۷ / ص ۱۷،
۱۰۲۔ ابن شاہین، أبی حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد، ۳۸۵م) کتاب ناسخ الحدیث و منسوخه تحقیق الدکتورہ کریمۃ بنت علی، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۳،
۱۰۳۔ سنن أبوداؤد، کتاب الجهاد باب فی کراهیة نواصی الخیل واذنابها، ج ۳ / ص ۷۴،
۱۰۴۔ مسلم بن الحجاج، أبی الحسین صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة باب جواز و سم الحیوان غیر الآدمی فی غیر الوجه، ج ۳ / ص ۲۹۱،
۱۰۵۔ ایضاً،
۱۰۶۔ ایضاً،
۱۰۷۔ ایضاً،
۱۰۸۔ مظاہر حق، / ج ۴ / ص ۳۷، اور صحیح مسلم ج ۳ / ص ۲۹۰، کتاب اللباس والزینة باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه و وسمه فیه اورسنن أبوداؤد کتاب الجهاد باب النهی عن الوسم فی الوجه / ج ۳ / ص ۵۷،
۱۰۹۔ صحیح مسلم، ج ۳ / ص ۲۹۰، کتاب اللباس والزینة باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه ووسمه فیه ،

۱۱۰۔ ایضاً،

۱۱۱۔ سنن أبوداؤد کتاب الجهاد باب الوقوف علی الدابة ، ۳۱۸، ج ۲ / ص ۳۱۴، حیات الحیوان، دمیری، ج ۲ / ص ۱۰۶،

۱۱۲۔ حقوق العباد، ص ۱۵۲، اور اسلامی قانون محنت واجرت، ص ۲۲۴،

۱۱۳۔ سنن أبوداؤد،

۱۱۴۔ حیات الحیوان، ج ۲ / ص ۹۹،

۱۱۵۔ ایضاً، ج ۲ / ص ۵۵۵،

۱۱۶۔ بوڈلے، آروی سی، محمد رسول اللہ (ﷺ)، ج ۵ / ص ۱۹۵،

۱۱۷۔ کرم شاہ، پیر محمد، ضیاء النبی ﷺ، ج ۵ / ص ۸۱۸، سنن أبوداؤد کتاب الجهاد باب مایومربه ، من القیام علی الدواب والبهائم، ۳ / ۵۰،

۱۱۸۔ صدیقی، ساجد الرحمٰن، کاندھلوی، اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام، ص ۱۱۶،

۱۱۹۔ ناز، ایس ایم، اسلامی محکمہ احتساب، ص ۲۱۰،

۱۲۰۔ مظاہر حق، ج ۳، ص ۶۱۵، اور صحیح البخاری، ج ۳ / ص ۶۲۰،

۱۲۱۔ سنن أبوداؤد ، کتاب الجهاد باب فی التحریش بین البهائم ، ۳ / ۵۶، جامع ترمذی کتاب الجهاد باب کراهیة التحریش ، ۴ / ۲۱۰، اور مظاہر حق، ج ۴ / ص ۵۳، سیرت النبی شبلی، ج ۶ / ص ۳۰۸،

۱۲۲۔ حقوق العباد / ص ۱۵۷،

۱۲۳۔ ابن فرج، عبداللہ محمد، مالکی قرطبی، اقضیۃ الرسول، ترجمہ بنام دربار رسول کے فیصلے، مترجم عبدالرشید، لاہور، مکتبہ خلیل اردو بازار، ص ۱۰۹-۱۱۰،

۱۲۴۔ حقوق العباد، ص ۱۵۹،

۱۲۵۔ ایضاً، ص ۱۶۰،

۱۲۶۔ صحیح مسلم ج ۳ / ص ۲۸۹، کتاب اللباس والزینة باب کراهة قلادة الوتر فی رقبة البعیر اور صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ماقیل فی الجرس، ۴ / ۱۸،